قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حسین منی و انا من حسین
احب اللہ من احب حسینا
رضی اللہ عنہ
وسلام اللہ علیہ
شہِ گلگوں قبا
(مثنوی)
مُصنّف
صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی
آستانہ عالیہ فیض آباد شریف
محمد نگر، اٹک، پنجاب، پاکستان
1435(hijri)

مثنوی ”شہِ گلگوں قبا“

تصنیف

صاحبزادہ ابوالحسن واحدؔ رضوی

آستانہ عالیہ فیض آباد شریف، اٹک

محرم الحرام 1435ھ

مثنوی "شہِ گلگوں قبا"

سرودہ: محرم الحرم 1435

حمدِ خالقِ حسن و جمال جَلّ جلالہ وعمّ نَوالہ

لبوں پر حمد اُس کی جلوہ گر ہے
وہی جو خالقِ شام و سحر ہے
وہی جو حاکم شمس و قمر ہے
وہی جو مالک ہر خشک و تر ہے
خدائی جس کی ظاہر اور عیاں ہے
ثنا میں جس کی ہر شے تر زباں ہے
وہی جس نے بنائے پھول چہرے
اَداؤں کے سجائے جن پہ سہرے

عجب انسان کی صورت بنائی
عجب ماٹی سے یہ مورت بنائی

کوئی سندر ، نرالی اُس کی شوبھا
سجا ، سنورا ، دُھلا ، اُجلا ، سجیلا

نشیلا ، مدبھرا ، کوئی ہے چنچل
کوئی نازُک ، ملائم ، نرم ، کومل

کسی کا چاند سا مکھڑا نکھرتا
کسی پہ جائے بلہاری سندرتا

کسی کو مدبھری آنکھیں عطا کیں
کہ بھر دیں شوخیاں جن میں بلا کیں

کسی کو لب دیئے لعل یمن سے
کسی کے دانت ہیں درّ عدن سے

کسی کے بول تیکھے ، کوئی مصری
کوئی من میت ، ساجن ، کوئی بیری
نرالی اُس نے یہ دنیا بنائی
انوکھی طرز پر ہر شے سجائی
کوئی پاپی ہمیشہ من میں مایا
کرے کوئی سدا ، سیوا ، تپسیا
کوئی دھنوان ہے ، کوئی ہے نردھن
کوئی بھکشک کہ جیون ہے اجیرن
وہی پھولوں میں خوشبو جو بسائے
وہی جو ساتھ کانٹے بھی اُگائے
وہی بخشے سکوں بھی ، راحتیں بھی
کرے سب دور، سب کی کلفتیں بھی

سلائے اطلس و کمخاب میں بھی
مٹائے خاک میں بھی آب میں بھی
اُسی کی بادشاہی ہر طرف ہے
اُسے زیبا ہر اِک عز و شرف ہے
وہی ہے خالق و رزّاقِ عالم
وہی ہے سب سے اکبر اور اعظم
وہی جو خالقِ حسن و اَدا ہے
وہی تو قابلِ حمد و ثنا ہے

درنعتِ رسولِ کائنات و نبی موجودات صلّی اللّٰہ علیٰ روحہ وسلّم

کہاں سے اور کیسے ابتدا ہو
کہاں فکرِ رَسا کی انتہا ہو
عطا لفظوں کو کیسے ہو طہارت
ہو کس منہ سے بیاں توصیف و مدحت

ملے کوثر کی مجھ کو روشنائی
کروں! طوبیٰ کی شاخوں سے لکھائی
تو پھر بھی کچھ نہ لکھ پاؤں ثنا میں
قلم عاجز ثنائے مصطفی میں
وہی شمس الضحیٰ ، بدرُ الدجیٰ ہیں
وہی صدرُ العلیٰ ، نورُ الھدیٰ ہیں
وہی سب سے علیٰ ، سب سے وَرا ہیں
وہی خیرُ النّسب ، خیرُ الوریٰ ہیں
وہی تو رحمۃٌ للعالمیں ہیں
جو محشر میں شفیعُ المذنبیں ہیں
امامُ المرسلیں ، شانِ رسالت
خدا نے ختم کی جن پر نبوت

جنھیں بخشی اِمامت انبیاء کی
عطا کی حکمرانی دوسرا کی
نظیر اُن کی نہیں حسنِ شیم میں
مثال اُن کی نہیں جود و کرم میں
بدن جن کا مقدس اور معطر
وہ رخ جن کا مطھر اور منور
وہی جو زینتِ بیت حرم ہیں
وہی جو مرجع جملہ اُمم ہیں
وہ جبریلؑ امیں جن کے گداگر
سبھی آدمؑ سے عیسیٰؑ تک، ثنا گر
وہی مطلوب و مقصودِ خدا جو
گئے فوراً سرِ عرش علا جو

عطا جن کو ہوئی رفعت دَنا کی
جنھیں بخشی گئی قربت بلا کی
صدائے اُدْنُ مِنّی کے سزاوار
جمالِ صنعتِ حق کے وہ شہکار
غریبوں کے ، یتیموں کے وہ حامی
برابر جن کے آگے خاص و عامی
نہیں ہے اُن کے رُتبوں کی نہایت
یہی ہے حاصلِ فہم و بصیرت
نہیں ممکن بشر سے اُن کی تعریف
خدا ہی کو ہے شایاں اُن کی توصیف
خدا کی بس جہاں تک ہے خدائی
وہاں تک مصطفیؐ کی مصطفائی

ہزاروں اُن پہ تسلیم و تحیت

بصدقِ دل ، بصد اِخلاصِ نیّت

_________ظ__________

شہِ گلگوں قبا

درمنقبتِ شہزادۂ گلگوں قبا، راکب دوش مصطفیٰ ابن فاطمہ ومرتضیٰ

امام عالی مقام جنابِ امام حسین رضی اللہ عنہ وسلام اللہ علیہ

کرے مدحت کی جرأت کیسے خامہ

رقم کیسے کرے توصیف نامہ

ہو کیسے ابتدائے مدح خوانی

ہو کیسے اِفتتاحِ خوش بیانی

قلم کو قوت و یارا نہیں ہے

خزف کے سامنے دُرِّ ثمیں ہے

عطا ہو گر لبوں کو خوش مقالی

تو لوں پھر نامِ آں شبیرِ عالی

رسولؐ اللہ کے سِبطِ معظم

وہ اہلِ بیت کے فردِ مکرم

وہ ابن فاطمہؑ ، وہ جانِ حیدرؑ

حسنؑ کے لاڈلے ، پیارے برادَر

شہِ گلگوں قبا ، ماہِ تمامے

نگارِ خوش ادا و خوش خرامے

گلستانِ جناں کے تازہ تر گل

وہ جانِ مصطفٰی و سیّدُ الکلؐ

جمالِ والضحیٰ اُن سے ہویدا

کمالِ مرتضیٰ اُن سے ہویدا

تصدُّق خوش بیانی پر فصاحت
فدا خطبوں پہ سو جاں سے بلاغت
ہر اِک خو میں ہر اِک خصلت میں تنہا
شَجاعت ،علم اور تقویٰ میں یکتا
وہ صورت اور سیرت میں یگانہ
نظیر اُن کی نہ پائے گا زمانہ
سلام اُس منبعِ صبر و رِضا پر
شہیدِ حق ، شہیدِ کربلا پر

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا امتحانِ عالی شان اور فلسفۂ شہادت

کہا جاتا ہے جتنی ہو فضیلت
اُسی درجہ کی آتی ہے مصیبت
بڑوں کا امتحاں ہوتا بڑا ہے
اور ایسا امتحاں ہوتا کڑا ہے

یہ ہے تاریخ میں بالکل ہی واضح
ہے ہر ہر جزو بھی اور کل بھی واضح
یزیدوں نے کہ جب چاہی تھی بیعت
شہِ گلگوں قبا نے کی مذمت
یہ فرمایا تھا سبطِ مصطفی نے
کہا یہ نورِ چشم مرتضیٰ نے
نہیں منظور مجھ کو یہ دغا سب
فریب و دجل و کذب اور یہ جفا سب
یہ شیطاں کی دل و جاں سے اِطاعت
یزیدِ مصلحت بیں کی حکومت
معاشرتی ، سیاسی یہ گراوٹ
رَوا و نارَوا کی یہ ملاوٹ

حدودِ حق کی پامالی تو دیکھو!
یہ ظلم و جور و بدحالی تو دیکھو!
کروں اُس شخص کی میں دل سے بیعت
نہیں دیتی اِجازت مجھ کو غیرت
یہ واضح تھا امامِ باصفا پر
کہ میں ہوں واقعی راہِ خُدا پر
اُدھر تھی مصلحت اور دنیاداری
اِدھر حسنِ یقیں اور خاکساری
یقیں تھا یہ شہِ گلگوں قبا کو
جنابِ فاطمہؑ کے دلربا کو
کہ میں حق پہ ہوں! یہ بالکل بجا ہے
رہِ حق میں تو مرنا بھی ، بقا ہے

یزیدِؔ بے حیا کو جب نہ مانا
تو مشکل ہو گیا طیبہ میں رہنا
اگرچہ یہ جدائی تھی قیامت
حقیقت میں یہ تھی منظورِ قدرت
کہ ملنی تھی جداگانہ فضیلت
عطا ہجرت کی ہونی تھی سعادت

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی مدینۂ منوّرہ سے رحلت

بہت مشکل تھی طیبہ سے جدائی
کہ تھی شہرِ تمنا سے جدائی
تصور اُس گھڑی کا ہے بھیانک
نکلنا پڑ گیا ہائے! اچانک

یہ رہ رہ کے خیال آتا تھا اکثر
زباں پر یہ مقال آتا تھا اکثر
کہ باقی لوگ تو یاں آ رہے ہیں
جو گھر والے ہیں گھر سے جا رہے ہیں
گراں تھی یہ جدائی ، اَصدِقا پر
سبھی عُشاق پر ، اہل وِلا پر
قرارِ دل، مدینہ سے ہے رخصت
بہارِ جاں کی اب ہوتی ہے رحلت
مدینہ چھوڑنا آساں نہیں تھا
یہ رشتہ توڑنا آساں نہیں تھا
تھی خود تقدیر حیراں اس فضا پر
شہِ گلگوں قبا کی اِس اَدا پر

جدائی کا یہ منظر بھی عجب تھا
مگر کیا کیجئے! منظور ربّ تھا
بالآخر شاہؑ نکلے گھر سے رو کر
مدینہ سے چلے ناشاد ہو کر

شب عاشور

شب عاشور کو حضرتؑ نے سب سے
کہا شفقت سے اور مہر و اَدب سے
جزائے خیر سے مولیٰ نوازے
اجازت ہے چلے جاؤ! اِدھر سے
اندھیرے میں نکل جاؤ یہاں سے
بخیر و عافیت ، امن و اماں سے

خوشی سے دے رہا ہوں میں اجازت

نہ ہوگی تم سے کوئی بھی شکایت

یزیدی جتنا لشکر بھی یہاں ہے

اُنھیں کوئی غرض تم سے کہاں ہے؟

اُنھیں مطلب مری ہی جان سے ہے

مری ہی شان، میری آن سے ہے

تڑپ اُٹھے یہ سن کر اہلِ اُلفت

وہ جُملہ اہلِ دل ، اہلِ محبت

کہا عباسؑ نے خطبہ یہ سن کر

یہ ہو سکتا نہیں، اے میرے سرور!

خدا ہم کو نہ ایسا دن دکھائے

جدائی کا نہ ہرگز لمحہ آئے

کہا اوروں نے بھی یہ با صراحت
ہمیں لگتا ہے یوں جانا ، قیامت
ادھر مسلمؓ کے بول اُٹھے اَقارِب
تھے بہرِ دشمناں مثلِ عقارِب
ہمارے جان و مال ، اولاد صدقے
بصدقِ دل بجانِ شاد ، صدقے
یہاں سے ہم بھی جائیں گے نہ ہرگز
کبھی بھی ساتھ چھوڑیں گے نہ ہرگز
جنابِ مسلمؓ ابنِ عوسَجہ بھی
اُسی دم بول اُٹھے: میرے ہادی!
نہ چھوڑوں گا کبھی حضرتؓ! کو تنہا
لڑوں گا راہِ حق میں ، مَیں بھی مولیٰ!

مسلسل ہاتھ میں تلوار لے کر
کروں گا! قتل دشمن کو برابر
کبھی پھینکوں گا پتھر اور بھالے
یہاں تک کہ مجھے بھی موت آلے
اُسی لمحے کہا یہ سعدؓ نے بھی
قسم اللہ کی رَجعت نہ ہوگی
کریں گر، قتل ، ستر بار ، مجھ کو
جلائیں اور کر دیں زار مجھ کو
کریں ٹکڑے کہ بھونیں مجھ کو حضرت!
نہ چھوڑوں گا میں ہر گز یہ رفاقت
زبیرؓ باصفا نے بھی کہا یوں
زہے قسمت ، زہے بخت ھمایوں

اگر آرے سے میں چیرا بھی جاؤں!
رفاقت سے مَیں پھر بھی منہ نہ موڑوں!
غرض جب کہہ چکے اہلِ عقیدت
وفا کی اور محبت کی حکایت
صفیں پھر بچھ گئیں بہرِ عبادت
ہمہ مشغول در ذکر و تلاوت
ثناؤں میں ہی ساری رات گزری
دعاؤں میں ہی ساری رات گزری

دسویں محرم کا ہولناک دن اور رُفقائے امام کی ثابت قدمی واُولوالعزمی

عجب دسویں کا تھا محشر نما دن
وہ ظلم و جور کا ہیبت نما دن

غریبانِ وطن کی وہ مصیبت

وہ ضعف و ناتوانی اور نقاہت

نہالِ فاطمی تشنہ دہاں تھے

نرے فاقوں سے بے تاب وتواں تھے

میسر آب کا جُرعہ نہیں تھا

بھلا جرعہ تو کیا ، قطرہ نہیں تھا

لبِ آب اُن کو تھی پانی سے دوری

مسلسل تین دن سے تھی صبوری

سر چشمہ تیمم سے نمازیں

ذرا دیکھے تو کوئی یہ نیازیں

ستم ایسا فلک نے بھی نہ دیکھا

کسی پر امتحاں ایسا نہ آیا

مگر ہمت تو دیکھو! عاشقوں کی

رہِ حق کے شہیدوں، غازیوں کی

ڈرے ہرگز نہ طوفانِ بلا سے

وہ اہلِ عزم وہ بھوکے پیاسے

کہا جاتا رہا بیعت کا ہر دم

مگر مانے نہیں شاہِ مکرمؓ

دلِ شبیرؓ میں دنیا کہاں تھی

کہ اِس کی بے ثباتی سب عیاں تھی

وہ جن پہ منکشف سرِّ حقیقی

اُنھیں دنیا کی صورت کب لبھاتی

لگائی راحتِ دنیا کو ٹھوکر

نہ دیکھا دولتِ دنیا کو یکسر

سہی پھر خوش دلی سے ہر مصیبت

بلاؤں ، آفتوں کی وہ قیامت

کیا ہر ہر بلا کا خیر مقدم

نہ کی بیعت ، رہے باعزمِ محکم

سر مُو فرق ہمت میں نہ آیا

عجب جرأت کا نظارا دکھایا

گوارا کر لیا گھر کو لٹانا

گوارا کر لیا خوں کو بہانا

مگر اسلام کی عزت بچائی

سبھی کو اپنی دکھلا دی بڑائی

عمر بن سعد کا جنگ کے لئے فوج لے کر آنا اور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا اِتمامِ حجت

عمؔر بن سعد وہ دشمن خدا کا

بہت تڑکے ہی لے کر فوج نکلا

ہزاروں تازہ دم فوجی جواں تھے
لیے ہاتھوں میں سب تیغ و سناں تھے

لگا کہنے کہ بس اب جنگ ہوگی
سنو! تم پر زمیں اب تنگ ہوگی

اِدھر شہزادۂ خیرالوریؐ نے
گُلِ باغِ علیِؑ مرتضیٰؑ نے

بطور، اِتمامِ حُجّت کے کہا یہ
یزیدی فوج کو خطبہ دیا یہ

تمھیں کچھ پاس ہے میرے نسب کا؟
ہے اندازہ تمھیں میرے حسب کا؟

مرے نانا محمدؐ مصطفی ہیں
مرے بابا علیؑ شیرِ خدا ہیں

میں فرزندِ جنابِ فاطمہؑ ہوں!

میں دلبندِ جنابِ مجتبیٰؑ ہوں!

ذرا منہ تو گریبانوں میں ڈالو!

صدا اَندر سے کیا آتی ہے سن لو!

مرے رَہ کے بنے کیوں خار ہو تم؟

مرے کیوں درپئے آزار ہو تم؟

خرد سے کام لو! نکلو! جنوں سے

بری تم ہو سکو گے کیسے خوں سے؟

مرا وارِث، مرا مولیٰ ہے سن لو!

مرا حامی، مرا داتا ہے سن لو!

اُدھر اہلِ نبوت نے سنا جب

تو خیمے میں لگے کرنے بُکا سب

سنا حضرت نے خیمے سے جو گریہ
تسلی کے لئے اکبرؑ کو بھیجا
علی اکبرؑ بھی تھے ، عباسؑ بھی تھے
وہ دونوں پھول، گلزارِ علیؑ کے
غرض جب ہو چکا اِتمام حجت
شہِ شبیرؑ نے کر دی وضاحت
عمرؔ بن سعد نے سن کر یہ خطبہ
اُسی دم اِس طرف اِک تیر پھینکا
فضاؤں میں بلند اُس نے صدا کی
گواہ رہنا کہ میں نے ابتدا کی
بس اتنا تھا کہ پھر اَعدا نے مل کر
مظالم کا کیا آغاز فرفر

ہوا اب گرم بازارِ شجاعت
جوانوں نے دکھائی پھر بسالت
جدھر بھی پھیرتے رخ وہ دلاوَر
الٹ دیتے صفیں اعدا کی یکسر
نرالا تھا یہ منظر اور جدا تھا
کہ چرخ پیر نے دیکھا نہیں تھا
صف اعدا سے وہ حُرؑ کا نکلنا
وہ پھر مصعبؑ کا بھی گردن کٹانا
اُدھر اعدا نے دیکھا جب یہ منظر
اچانک ہوگئے پھر حملہ آور
شہ گلگوں قبا کے سب سپاہی
فدا ہوکے، ہوئے جنت کے راہی

شہادتِ علی اکبر رضی اللہ عنہ

بنی ہاشم کی اب آئی ہے نوبت

انھیں پینا ہے اب جامِ شہادت

تو آئے سب سے پہلے وہ سمن بر

علی اکبرؔ وہ ہمشکلِ پیمبرؐ

اٹھارہ سال کے رشک قمر وہ

امام پاک کے لختِ جگر وہ

وہ فرزندِ جنابِ شہربانوؔ

وہ دلبندِ جنابِ شہربانوؔ

لڑے اعدا سے ، دی دادِ شجاعت

بالآخر پی لیا جامِ شہادت

شہادت یہ عجب محشر نما تھی
یہ ظلم و جور کی اِک انتہا تھی

کہا راویؑ نے خیمے سے اُسی دم
بصد آہ و فغان و چشم پرنم

بڑی تیزی سے نکلی ایک ہستی
لبوں پر جس کے گریہ اور بکا تھی

یہ تھیں بنت علیؑ و جانِ زہراؑ
یہ تھیں زینبؑ سَلامُ اللّٰہ عَلَیہَا

عجب ناگفتہ بہ تھی اُن کی حالت
بھتیجے کی شہادت تھی قیامت

شہ گلگوں قبا نے اُن کو تھاما
بڑی مشکل سے خیمے جا کے چھوڑا

جواں اکبرؑ کی پھر میت اٹھائی
ادھر خیمے کے آگے جا کے رکھی
عجب آہ و بکا کا شور اٹھا
کبھی وَا مُصطَفٰی بولیں ،کبھی پھر وَاعَلِیّا
علیؑ کا لاڈلا تھا خاک و خوں میں
سلونا ،سانولا تھا خاک و خوں میں

قیامتِ صغریٰ

شہِ گلگوں قبا جنابِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

بڑے سے لے کے بچے تک فدا تھے
عجب وہ پیکر صبر و رِضا تھے

فدا جب ہو چکے حضرتؐ کے اَصحاب
نرالی طرز کے وہ سارے اَحباب
اَعزہ ، اَقربا ، خادِم ، موالی
ہمہ اَربابِ ہمت ، عزمِ عالی
سبھی جب پی چکے جام شہادت
سبھی جب ہو چکے واصل بہ جنت
ابھی وہ وقتِ نازُک آگیا تھا
ابھی وہ مرحلہ تھا آن پہنچا
ابھی ہو کون جو حضرت کو روکے
ابوبکرؓ و عمرؓ تو جا چکے تھے
جنابِ عونؓ و عثمانؓ اور جعفرؓ
یہ پہلے کر چکے جانیں نچھاور

جواں اکبرؑ بھی اب تو سو گئے تھے
علی اصغرؑ بھی قرباں ہو گئے تھے

ابھی بس رہ گئے شبیرؑ تنہا
اور اِک فرزند زینُ العابدیں تھا

علی سجادؑ نے چاہی اجازت
مجھے بھی چاہیے جام شہادت

کہا شبیرؑ نے میرے سمنبر!
مرے جانی، مرے مہ رُو و دلبر!

تمھیں دیتا نہیں میں اب اجازت
تمھارے ذمہ ہے سب کی حفاظت

غرض فرقت کا لمحہ آگیا تھا
ہوئے تیار اب شبیرؑ تنہا

عمامہ مصطفی کا سر پہ رکھا
چلے خیمہ سے سوئے جُندِ اَعدا
کیا حضرت نے پھر اتمام حجت
دیا خطبہ بصد سوز و محبت
مگر اعدا نے سن کر اَن سنی کی
بس اُن کو قتل کرنے کی پڑی تھی
غرض اِک دوزخی نے ابتدا کی
اُسی دم آپؓ نے گردن اُڑا دی
ہوئی پھر حملہ آور فوج ساری
ہزاروں میں تھے وہ گستاخ،ناری
شہِ ولا نے وہ جرأت دکھائی
کہ دشمن کو ہوئی مشکل رہائی

اُلٹ ڈالیں صفیں دشمن کی یکسر
لگا کے نعرۂ اللہ اکبر
اُدھر اعدا نے جب منظر یہ دیکھا
کیا ہر سمت سے حضرتؓ پہ حملہ
وہ تلواروں ، کبھی تیروں کی بارش
کبھی خنجر، کبھی نیزوں کی بارش
لگا اِک تیر، ہائے، اُس جبیں پر
جو تھی بوسہ گہِ محبوبِ داوَر
بہت گھائل تھا اب وہ نوری پیکر
تنِ اَقدس ، وہ جسم ناز پروَر
اتر گھوڑے سے آپ آئے زمیں پر
عجب منظر تھا وہ ، اللہ اکبر

لہو جاری تھا جسم نازنیں سے
اُدھر دشمن کے حملے ہو رہے تھے
نہ تھی اب تاب حضرتؓ میں بظاہر
شہید ہو کر زمیں پر گر پڑے پھر

(انا للہ وانا الیہ راجعون) أعلى الله تعالىٰ مكانه وأسكنه بحبوبة جنانه وأمطر عليه شآبيب رحمته ورضوانه۔

اِسی پر بس نہ کی اعدا نے، ہائے
سرِ اقدس جدا کرنے کو دوڑے
عدو خولؔی تھا یا شبلِؔ لعیں تھا
سرِ اقدس کو جس نے تن سے کاٹا
عدو نے جب گلا حضرتؓ کا کاٹا
جہاں کا ذرّہ ذرّہ کانپ اٹھا

قیامت تک نہ ہوگا ظلم ایسا
نہ ہوگا اس طرح کا حشر برپا
امامِ پاک نے کیسی وفا کی
کہ اپنی جان بھی نذرِ خدا کی

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کے مناظر

(ا)

مکمل جب ہوا قصّہ وفا کا
پیا جب جام تسلیم و رِضا کا
رہِ حق میں جب اپنی جاں لٹا دی
اُولو العزمی سے جب گردن کٹا دی
تو ہر سو شور اٹھا اِس جفا پر
فلک حیراں تھا اُس دن کربلا پر

قیامت کا عجب منظر بپا تھا
فلک سے خون برسا جا رہا تھا
ہر اِک سُو نوحہ خوانی اور زاری
لبِ جنّات پر بھی تھا یہ جاری
”ألا یا عین فابتھلی بجھد
ومن یبکی علی الشّھداء بعدی
علیٰ رھط تقودھم المنایا
الیٰ متجبّر فی ملک عھدی“

(۲)

سرِ اقدس کو نیزے پر اٹھا کر
لیے جب جا رہے تھے وہ ستمگر
ہوئی اک کھف کی آیت تلاوت
کہ تھی جس میں یہ تصریح و صراحت

”عجب تھے غار والے اِک نشانی“
ہے لکھی جن کی قرآں میں کہانی
سر اَقدس نے فوراً یہ صدا دی
کہ اَعْجَبْ مِنْھُمْ قَتْلِیْ وَ حَمْلِیْ

(۳)

سر اقدس لیے جب جا رہے تھے
وہ دنیا کی متاع و زر کے پیاسے
رُکے جب ایک منزل پر تو دیکھا
قلم لوہے کا سب نے آشکارا
جو لہراتا ہوا آیا ہوا میں
لکھا اک شعر خوں سے یوں فضا میں
أَتَرْجُوْ أُمّۃ قَتَلَتْ حُسَیْنًا
شَفَاعَۃ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

ھدیۂ سلام

بحضور امام عالی مقام شہِ گلگوں قبا رضی عنہ اللہ ربّ الأرض و السّماء

سلام اُس پیکرِ صبر و رضا پر

سلام اُس عظمتِ مہر و وفا پر

سلام اُس شانِ ایماں ، شانِ دیں پر

سلام اُس جانِ اِیقان و یقیں پر

سلام اُس منبعِ جرأت پہ ہر دم

سلام اُس محسنِ اُمت پہ ہردم

سلام اُس پر کہ جس نے گھر لٹا کر

کیا اِسلام کے جھنڈے کو برتر

شہِ گلگوں قبا ، جانِ تمنا

حسینؑ باصفا شانِ تمنا

خاتمہ

در مناجات بہ درگاہِ مجیب الدعوات

مرے دل کو عطا نور و صفا کر!
زباں کو قابلِ ذکر و دعا کر!
محبت سے مجھے معمور کر دے!
خصوصی لطف سے مسرور کر دے!
عطا کر دولتِ حسنِ یقیں بھی
بنا دے دین کا خادم ، امیں بھی
ترے ہاں تو کمی کوئی نہیں ہے
تو دیتا ہے مجھے کامل یقیں ہے
نہ رُسوا عرصۂ محشر میں کرنا!
مرا پردہ ، مرے ستّار! رکھنا

تجھے ہے واسطہ شاہِ دَنا کا
جنابِ مصطفیٰﷺ کا مجتبیٰؑ کا

تجھے ہے واسطہ شیرِ خدا کا
جنابِ مرتضیٰ کا فاطمہؓ کا

تجھے ہے واسطہ آلِ نبی کا
شہِ گلگوں قبا کا ہر وَلی کا

کرم بر واحدؔ عاصی و آثم
ندارد جز تو دیگر ہیچ عاصم

تمّ المثنوی فلله الحمد والصلوٰة والسلام علیٰ سید الثقلین، نبی الحرمین جد الحسن والحسین، وعلیٰ آله وصحبه أجمعین۔

خاکسار ابوالحسن واحدؔ رضوی کان اللہ لہٗ

خادم آستانہ عالیہ فیض آباد شریف

محمد نگر، اٹک، پنجاب، پاکستان